اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قومی تعلیمی پالیسی 2009 ....ایک جائزہ

وفاقی وزارت تعلیم حکومت پاکستان نے قومی تعلیمی پالیسی برائے سال 2009 کا ڈرافٹ جاری کیا ہے جس کی تفصیل ویب سائیڈ www.noe.gov.pk پر دیکھی جاسکتی ہے۔ یقیناً تعلیمی شعبے سے وابستہ حضرات اور تعلیمی پالیسی پر دلچسپی رکھنے والوں نے اس پر غور وفکر کے بعد اپنی رائے سے وزارت کو مطلع کیا ہوگا۔

اس ضمن میں قومی ذمہ داری کا سب سے زیادہ احساس انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے صدر نشین پروفیسر ڈاکٹر انوار حسین صدیقی نے کیا۔ جن کی ہدایت پر یونیورسٹی کے شعبہ تعلیم نے ایک قومی تعلیمی کانفرنس کا انعقاد کیا۔ جس میں ملک بھر سے ممتاز ماہرین تعلیم' دانشوروں اور معروف مدارس کے مہتمم حضرات کو دعوت دی تاکہ قومی تعلیمی پالیسی کا جائزہ لیں اور اپنی آراء وتجاویز سے حکومت کو آگاہ کرسکیں۔ یہ کانفرنس 9 مئی بروز ہفتہ فیصل مسجد کے زریں نئے آڈیٹوریم میں منعقد ہوئی کانفرنس کے میزبان شعبہ تعلیم کے چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر خالد حسان بخاری تھے جنہوں نے اپنے رفقاء کے ہمراہ مثالی انتظامات کرر کھے تھے۔ کانفرنس کی افتتاحی نشست کے بعد شرکاء کو چار گروپس میں تقسیم کردیا گیا۔ تاکہ تعلیمی پالیسی کا بنظر غائر جائزہ لیکر اپنی سفارشات مرتب کرسکیں۔ اس طرح آخری نشست میں سفارشات کے ساتھ اعلامیہ جاری کردیا گیا۔

قومی تعلیمی پالیسی پر ہم مختصر جائزہ پیش کررہے ہیں۔ اور بعض آراء اور تجاویز بھی دینے کی جسارت کررہے ہیں۔ کہ شاید پالیسی ساز ادارے ان پر غور وفکر کریں۔

(1) موجودہ قومی تعلیمی پالیسی کا سرسری جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس کا سابقہ پالیسیوں سے کوئی فرق نہیں ہے۔ بلکہ یہ ڈرافٹ سابقہ پالیسیوں کا چربہ ہے کیونکہ اس میں دیئے گئے اعداد وشمار 2005ء سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہر آنے والی حکومت یہ خواہش کرتی ہے کہ وہ تمام شعبوں میں نئی پالیسیاں متعارف کرائے خاص کر تعلیم کا شعبہ بہت اہم ہے لہذا اس کی پالیسی کو بہتر بنانا ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ اب بیوروکریسی اپنے روایتی ہتھکنڈے سے پرانی پالیسی پر نیا لیبل چسپاں کردیتی ہے جو نئی پالیسی کہلاتی ہے۔

(2) پاکستان میں طبقاتی نظام تعلیم موجود ہے۔ایسی صورت میں قومی تعلیمی پالیسی اپنی وقعت از خود کھو دیتی ہے۔مثلاً وہ سکول یا کالج جو ahavil یا olavil کی تعلیم دے رہے یا ایسے سکول جن کا الحاق آغا خان بورڈ سے ہو چکا ہے۔اور انہیں سرکاری سرپرستی حاصل ہے۔ان کے لئے قومی تعلیمی پالیسی کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔جس ملک میں پرائیویٹ سیکٹر میں اردو میڈیم اور انگلش میڈیم سکولز رجسٹرڈ ہو رہے ہوں اور دوسری طرف سرکاری سکول اور کالج اپنی خستہ حالی اور بدنظمی کا شکار ہوں۔اور اس کے ساتھ ساتھ دینی مدارس اور جامعات کا اپنا نصاب اور نظام ہو۔وہاں بہتر سے بہتر تعلیمی پالیسی کیا نتائج دے سکتی ہے۔

(3) ایک عام پاکستانی قومی تعلیمی پالیسی سے یہی مفہوم اخذ کرتا ہے۔کہ شاید اس کا اطلاق تمام سرکاری اور غیر سرکاری تعلیمی اداروں پر ہوگا۔حالانکہ ایسا نہیں ہے۔بلکہ اس پالیسی پر سرکاری تعلیمی ادارے بھی عمل نہیں کرتے۔چہ جائیکہ اس کا اطلاق غیر سرکاری اداروں پر ہو۔پالیسی وضع کرنے والے خوب جانتے ہیں ۔کہ اس کے بہتر یا غیر بہتر ہونے سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا اس لئے کہ ان کی آل اولاد پہلے ہی غیر ملکی تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم ہے ان کی عدم دلچسپی کا ایک مظاہرہ کانفرنس کے موقعہ پر بھی دیکھنے کو ملا جب شرکاء کو بتایا گیا کہ کانفرنس میں شرکت کے لئے وزارت تعلیم کے اعلیٰ عہدیداران پالیسی ساز ادارے اور وزراء کو خصوصی دعوت دی گئی ۔لیکن ان میں سے کسی ایک شخص نے شرکت گوارہ نہ کی۔اور نہ ہی اپنا نمائندہ بھیجا۔حالانکہ یہ آواز خلق کو سننے کا بہترین موقعہ تھا۔اور اگر وہ پالیسی بہتر بنانا چاہتے تو کانفرنس کے شرکاء سے استفادہ کر سکتے تھے۔

(4) کانفرنس میں شریک مندوبین نے بار بار یہ شکوہ کیا۔کہ پالیسی میں شامل بعض باتیں بہت مفید اور تعلیمی معیار کو بہتر بنانے میں معاون ہیں لیکن بد قسمتی سے ان پر عمل کبھی نہیں ہوتا۔لہٰذا پالیسی گرد آلود فائلوں میں دبی رہ جاتی ہے۔

(5) قومی تعلیمی پالیسی کا ایک تاریک پہلو یہ بھی ہے کہ حکومت پاکستان میں رائج تعلیم کو کسی ایک قومی دھارے میں لانے میں ناکام رہی ہے ابھی تک یہ فیصلہ نہ ہو سکا کہ پاکستان میں ذریعہ تعلیم کیا ہو؟ کانفرنس کے موقعہ پر اس اہم نکتہ پر بات ہوئی لیکن فیصلہ کرنا انتہائی دشوار محسوس ہوا۔حالانکہ اردو پاکستان کی سرکاری زبان ہے۔لہٰذا ہاں اگر اردو ذریعہ تعلیم قرار پائے تو کیا مشکل ہے۔لیکن انگریزی زبان سے مرعوبیت کا نتیجہ ہے کہ وہ لوگ انگریزی کو اول کلاس سے لازمی قرار دینے پر اصرار کرتے ہیں۔

(6) قومی تعلیمی پالیسی کا بنیادی مقصد یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ قوم کو متحد و متفق کیا جائے۔ان میں

یکجہتی پیدا ہو۔ایک نظام اور ایک نصاب پورے ملک میں رائج ہو ایک ضلع سے دوسرے ضلع یا ایک صوبے سے دوسرے میں منتقل ہونے والے طالب علم کو کوئی پریشانی لاحق نہ ہو۔جیسی تعلیم چھوڑی ویسی دوسری جگہ میسر آ گئی۔ مگر قومی تعلیمی پالیسی ایسا کرنے میں ناکام رہی۔جس کی وجہ سے بہت مشکلات پیش آتی ہیں۔

(7) قومی تعلیمی پالیسی بناتے وقت پاکستان کے مواسم کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔مثلاً سالانہ امتحانات سخت گرمیوں میں منعقد کئے جاتے ہیں جبکہ پاکستان ایک عرصہ سے لوڈ شیڈنگ کے عذاب میں مبتلا ہے۔جس کی وجہ سے طلبہ امتحانات کی تیاری میں شدید مشکلات سے دوچار ہیں۔اور ان کے نتائج پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں چونکہ جگہ کی کمی کی وجہ سے میٹرک اور ایف اے کے امتحانات پہلے ٹائم اور سیکنڈ ٹائم بھی ہوتے ہیں۔ اور پریکٹیکل کے پرچے آخر جون تک جاری رہتے ہیں۔

(8) قومی تعلیمی پالیسی میں ایک خامی جو شدت کے ساتھ محسوس کی گئی۔وہ اس پر عمل درآمد نہ ہونا ہے۔کوئی پالیسی اپنی خوبی یا خامی اس وقت تک ظاہر نہیں کر سکتی جب تک کہ اس پہ مسلسل عمل نہ ہو۔اور یہ مدت کم از کم پانچ سال ہونی چاہئے لیکن وزارت تعلیم کا باوا آدم نرالا ہے۔وہاں ہر سال پالیسی بنتی ہے تھوڑے بہت ردوبدل کے ساتھ اس کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔حالانکہ 1990ء کی پالیسی میں یہ لازم قرار دیا گیا تھا کہ پاکستان میں پرائمری تک تعلیم لازمی ہوگی اور یہ ہدف 2000 تک حاصل کرنا تھا اب جبکہ 2009 ہے مسئلہ جوں کا توں ہے۔

(9) پاکستان میں تعلیمی بجٹ G.D.P کا دو فیصد ہے جبکہ تازہ اعداد و شمار کے مطابق یہ اخراجات 1-6 فیصد ہوئے ہیں اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حکومت تعلیم کو کس قدر اہمیت دے رہی ہے؟

یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ بین الاقوامی ادارے اور معروف عالمی تعلیمی کانفرنسوں کی سفارشات کی روشنی میں تمام ممالک اس بات کے پابند ہیں کہ وہ اپنی آمدن G.D.P کا 4 فیصد تعلیم پر خرچ کریں گے بہت سے ممالک اس پر نہ صرف عمل کر رہے ہیں بلکہ آمدن کا بیشتر حصہ تعلیم پر خرچ کر کے ترقی یافتہ ممالک میں شامل ہو گئے ہیں لیکن ہم ہیں کے دو فیصد بھی خرچ نہیں کرتے۔اور توقع یہ رکھتے ہیں کہ ہم خواندگی کی شرح میں اضافہ کریں گے۔

کانفرنس کے موقعہ پر پروفیسر ڈاکٹر شوکت حسین صدیقی صاحب نے بتایا کہ ایوب دور میں کراچی میں عالمی تعلیمی کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں بہت سے ممالک شریک ہوئے اس کانفرنس کی سفارشات پر جن ممالک نے عمل کیا ان کے ہاں تعلیمی معیار بہت اچھا ہوا ہے۔کراچی کانفرنس کے نام سے یہ سفارشات آج بھی

موجود ہیں۔لیکن بدقسمتی سے پاکستان نے اسے اس قابل نہ سمجھا کہ اس پر عمل کیا جائے۔

(10) قومی تعلیمی پالیسی میں نصابی کتب کی فراہمی کو یقینی بنانے ٹیکسٹ بورڈ (صوبائی سطح پر) تشکیل دیا گیا ہے جو کتب کی اشاعت کرتے ہیں جبکہ یہ کتابیں کافی مہنگی ہیں پنجاب ٹیکسٹ بورڈ کے چیئرمین نے بتایا کہ ہم جو کاغذ امپورڈ کرتے ہیں اس پر حکومت ٹیکس عائد کرتی ہے جس کی وجہ سے کتابیں سستی نہیں کی جا سکتیں۔اب جبکہ صوبائی حکومتوں نے پرائمری اور مڈل سطح تک مفت کتابیں فراہم کرنے کا آغاز کیا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت ایف اے تک تمام ٹیکسٹ بک مفت فراہم کرے اور پرائیویٹ اداروں کو بھی اس کا پابند کرے۔اب صورت حال یہ ہے تمام پرائیویٹ ادارے اپنی اپنی پسند کی کتب نصاب میں شامل کرتے ہیں اور کافی قیمت وصول کرتے ہیں۔

(11) قومی تعلیمی پالیسی ایسی ہونی چاہئے کہ جس کو اپنانے سے طلبہ میں تعلیمی ذوق پیدا ہو۔ نصاب کی یہ خوبی ہو کہ جسے پڑھ کر ہر طالب محب وطن پاکستانی بنے اس میں دینی حمیت پیدا ہو۔

(12) تعلیم میں مساوات اور برابری کے لئے طبقاتی نظام کا خاتمہ از حد ضروری ہے۔قومی تعلیمی پالیسی میں اس فرق کو ختم کرنے کے لئے بتدریج کوشش کرنی چاہئے۔نصاب ایک سا ہو۔نظام امتحانات ایک ہو۔ذریعہ تعلیم قومی زبان ہو۔وغیرہ

(13) مارکیٹ کی ضرورت کے مطابق تعلیم کا انتظام کرنے کی ضرورت ہے۔عام تعلیم کے ساتھ فنی تعلیم کا اہتمام بہت ضروری ہے بلکہ وہ طلبہ وطالبات جو سائنس مضامین میڈیکل یا نان میڈیکل میں ایف ایس سی کر لیتے ہیں۔لیکن انہیں میڈیکل یا انجینئرنگ میں داخلہ نہیں ملتا۔آخر وہ کیا کریں؟ قومی پالیسی میں ان کے لئے واضح لائحہ عمل بنانے کی ضرورت ہے۔اس لئے کہ یہ طلبہ وطالبات اچھی خاصی تعداد میں ہوتے ہیں۔اور انکی تعلیم بھی اعلیٰ معیار کی ہے۔لہٰذا ان سے ملک کو فائدہ پہنچانے کی اشد ضرورت ہے؟

(14) تعلیمی ماحول میں مسابقت کی فضا پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور یہ قومی پالیسی کا حصہ ہونا چاہئے ایسے نوجوان طلبہ وطالبات جو اچھی تعلیمی کارکردگی دکھائیں ان کا کھلے دل سے نہ صرف اعتراف کیا جائے۔بلکہ انہیں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے مواقع بھی فراہم کئے جائیں اور ان کے تمام تعلیمی اخراجات حکومت خود برداشت کرے۔اس امتیاز سے دیگر طلبہ میں بھی مسابقت کی فضا پیدا ہوگی ایسے نوجوان کو میرٹ کی بنیاد پر بیرون ملک بھیجا جائے۔یہ تخصصات کا دور ہے۔جدید وسائل کی بدولت اس میں بہتر مواقع میسر آئے ہیں لہٰذا قومی پالیسی میں اسے خصوصی اہمیت دی جانی چاہئے۔

(15) اساتذہ کرام تعلیم میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں ان کے بغیر تعلیم کے مقاصد کبھی پورے نہیں ہو سکتے۔ لیکن ان اساتذہ کو فنی اور تدریسی تربیت کی اشد ضرورت ہے۔ قومی تعلیمی پالیسی میں اس امر کو لازم قرار دینا چاہیئے کہ ہر استاد کو سال میں ایک ماہ کی تربیتی ورکشاپ میں شرکت کرنی لازمی ہوگی۔ تاکہ وہ نئے اسلوب اور جدید طریقوں سے بخوبی آگاہ ہو کر اچھے نتائج دے سکے۔ سرکاری تعلیمی اداروں میں اگر نظم ونسق بہتر بنا دیا جائے تو ان کے نتائج بہت بہتر ہو سکتے ہیں جبکہ پرائیویٹ اداروں میں نان کوالیفائیڈ اساتذہ کی بھرمار ہوتی ہے حکومت کو پالیسی میں یہ وضاحت بھی کرنی چاہیئے کہ پرائیویٹ سکولز بھی اساتذہ کے لئے تعلیمی قابلیت کے ساتھ تربیت کو لازمی قرار دیں۔

قومی تعلیمی پالیسی پر غور وفکر کے لئے جو گروپس تشکیل دیئے گئے ان میں پہلا گروپ پرائمری اور مڈل تک کی تعلیم کے لئے مخصوص تھا۔ راقم نے اس میں شمولیت کی اور چند معروضات پیش کیں جس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

تعلیم کی اہمیت ضرورت اور افادیت سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ خصوصاً بچوں کی ابتدائی تعلیم جس کا آغاز ماں کی گود سے شروع ہو جاتا ہے۔ اگر ماں پڑھی لکھی ہے تو بچہ بھی اپنے ابتدائی مرحلے سے کچھ نہ کچھ سیکھ لیتا ہے۔ اس کے بعد عمر کا وہ حصہ شروع ہو جاتا ہے جب تمام والدین کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کا بچہ قرآن حکیم ناظرہ پڑھ لے جس کا آغاز محلے یا قریب ترین مسجد سے ہی ہوتا ہے۔ ناظرہ تعلیم بچے میں بہت شعور پیدا کرتی ہے۔ لہٰذا قومی تعلیمی پالیسی میں اس کو بھی اہمیت دینی چاہیئے۔ پرائمری سکول میں داخلے کی عمر اگر پانچ سال مقرر ہے تو اس دوران یہ بچہ صبح وشام قریبی مسجد میں جا کر ناظرہ تعلیم مکمل کر سکتا ہے۔ گویا سکول جانے کے وقت وہ ناظرہ قرآن مجید پڑھ چکا ہوگا۔

حکومت کو چاہیئے کہ وہ پرائمری اور مڈل کی تعلیم پر پوری توجہ دے یہ بچوں کے بننے اور سنورنے کا دورانیہ ہے اچھا ماحول اچھے اساتذہ اور اچھا نصاب اس کی شرط ہے۔ کیونکہ پاکستان میں بہت سے بچے پرائمری یا مڈل کے بعد اپنی تعلیم چھوڑ جاتے ہیں۔ لہٰذا اس تعلیم کے ذریعے انہیں ایک اچھا شہری بنانے کی کوشش ضرور کرنی چاہیئے۔

نصاب میں زیادہ کتب شامل نہ ہوں۔ خصوصاً پرائمری کا نصاب بہت ہلکا پھلکا ہو۔ جس میں زبان سیکھنے کے لئے قاعدے۔ لکھائی کی مشق کے لئے کاپیاں ریاضی گنتی جمع تفریق اور اخلاقیات کی تعلیم لازمی قرار دی جائے۔ جس میں آداب زندگی' والدین' اساتذہ' بڑوں کے حقوق' سچائی' دیانت داری' امانت داری' ایفائے

عہد ارکان اسلام عقائد عدل و امن پر خصوصی توجہ دی جائے۔

☆ پرائمری سکولوں کا المیہ یہ ہے کہ عمارتیں ناقص خستہ اور فرنیچر نہ ہونے کے برابر ہے صفائی کا انتظام نہیں ہے جس کا منفی اثر بچوں پر پڑھتا ہے اور ساری زندگی کیلئے ایسے ماحول کے عادی ہو جاتے ہیں۔

☆ پرائمری سکولوں میں بچوں کے لئے پینے کا صاف پانی اور بیت الخلا ضرور ہونے چاہئیں اگر صاف پانی میسر نہ ہو تو وہ جیسا ملے گا پی لے گا اسی طرح اگر بیت الخلا میسر نہ ہوا۔ تو اپنی ضرورت ہر حال میں پوری کرے گا اور یہ عادت نہ صرف پختہ ہو جائے گی بلکہ بڑے ہو کر جگہ جگہ اس کا مظاہرہ کرے گا۔

☆ پرائمری سکولوں میں اساتذہ کی بہت کمی ہے۔ ایک سروے کے مطابق اڑھائی استاد فی سکول آتے۔ جبکہ ون ٹیچر ون کلاس کا فارمولا ہونا چاہئے۔

☆ پرائمری سطح پر سکولوں میں تعلیم یافتہ اور تربیتی مراحل پاس کرنے والے اساتذہ کرام ہونے چاہئیں۔ قومی تعلیمی پالیسی میں اگر یہ بات شامل کر دی جائے۔ تو بہت نتیجہ خیز ہوگی کہ پرائمری سطح پر صرف خواتین اساتذہ رکھی جائیں۔ اس عمر کے بچوں کو شفقت محبت سے پڑھانے کی ضرورت ہے۔

☆ پرائمری کلاس میں داخلے کے لئے کم از کم پانچ سال عمر ہونی چاہئے تاکہ بچے کی نشوونما میں کوئی رکاوٹ نہ آئے۔ اگرچہ پرائیویٹ سکول تین ساڑھے تین سال سے داخلہ دے دیتے ہیں اور مختلف مراحل ہیں جہاں والدین بھاری بھرکم فیس ادا کرتے ہیں وہاں بچوں کی جسمانی صحت اور نشوونما میں فرق بھی آتا ہے۔

☆ پرائمری میں سالانہ امتحانات کی بجائے سہ ماہی امتحانات ہونے چاہئیں تاکہ بچوں کی کارکردگی سے آگاہی رہے البتہ پانچویں کا امتحان قومی سطح پر ہونا چاہئے۔

☆ پرائمری سکولوں میں پڑھانے والے اساتذہ کرام کی خصوصی تربیت از حد ضروری ہے۔ جو تین ماہ پر مشتمل ہو۔ جن اساتذہ نے یہ ٹریننگ لی ہو انہیں پرائمری سطح پر متعین کیا جائے ان اساتذہ کرام کو معقول ماہوار کے ساتھ دیگر مراعات بھی دی جائیں تاکہ پوری یکسوئی کے ساتھ بچوں پر توجہ دے سکیں۔

☆ پاکستان میں قومی تعلیمی پالیسی میں میڈیا کا کردار نہ ہونے کے برابر ہے۔ حالانکہ تمام بچے سکول کی تعلیم کے ساتھ سب سے زیادہ میڈیا سے متاثر ہوتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے میڈیا جو دکھلاتا ہے اس میں تعمیر کا پہلو نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ اور منفی پہلو غالب ہوتا ہے وہ کارٹون ہوں یا ڈرامے فلم ہو یا کھیل، کسی نہ کسی شکل میں منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو میڈیا کی طاقت سے آگاہ ہیں اور آج کل اس پر قابض ہیں انہیں اس پالیسی میں مرکزی کردار ادا کرنا چاہئے۔ اور قومی تعلیمی پالیسی کو بطور خاص موضوع سخن بنائیں۔

قومی تعلیمی کانفرنس کے موقع پر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی عدم دلچسپی پر پروفیسر ڈاکٹر انوار حسین صدیقی نے کافی تشویش کا اظہار کیا تھا کہ دعوت نامہ ارسال کرنے کے باوجود کسی ایک چینل کے نمائندہ نے رابطہ نہ کیا۔ اور نہ ہی کانفرنس کی کارروائی اور سفارشات کی خبر نشر کی۔ چونکہ میڈیا کے لئے اس میں دلچسپی کا سامان نہیں تھا اور نہ ہی گلیمر اور نہ چونکا دینے والی خبر۔ لہٰذا اتنی اہم قومی کانفرنس پر بلیک آؤٹ رہا اور سب سے بڑھ کر کسی کالم نگار نے بھی اس پر دو سطریں تبصرہ کرنا گوارا نہ کیا۔

بہت دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ اس قدر اہمیت کا حامل موضوع ان حضرات کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ اور سب ہیجان خیز خبروں کے متلاشی ہیں اور سنسنی خیزی کی تلاش میں رہتے ہیں اور پھر شکوہ کرتے ہیں کہ پاکستان میں تعلیمی پالیسی انتہائی ناقص ہے۔

ہم تمام پرنٹ اور الیکٹرک میڈیا سے گذارش کریں گے کہ وہ تعلیم کے موضوع کو ہائی لائٹ کریں۔ حکومتی پالیسی کا جائزہ لیں۔ اس پر صاحب رائے لوگوں کو بلائیں پالیسی کی خوبی اور کوتاہی کی نشاندہی کریں۔ اور لوگوں میں اچھی تعلیم کا شعور پیدا کریں۔ نیز میڈیا پر دکھائے جانے والے بچوں کے پروگرام میں اخلاقیات کو نمایاں کریں تاکہ تعلیم کے ساتھ تربیت کا پہلو بھی بہتر ہو۔ ہم امید کرتے ہیں وہ ان معروضات پر غور فرمائیں گے۔

حکیم محمد اشرف آزاد
ایم اے۔ بی ایڈ
فاضل جامعہ سلفیہ
فاضل طب والجراحت
اشرف دواخانہ
تمام جسمانی' روحانی اور نفسیاتی امراض کا علاج کیا جاتا ہے
اوقات مطب عصر تا عشاء
تشریف لانے سے پہلے فون پر وقت لیں
202 رب گٹی شرقی فیصل آباد
041-8043876
0321-6639310